خطا کے پتلے

بعد نماز جمعہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با ادب و دست
بستہ حرمت رسول کریم صلعم میں نذرانہ عقیدت و محبت یعنی
سلام پیش کر رہے تھے کہ بعض افراد نے با آواز بلند پرائس
اور ملکی سیاست پر بات چیت شروع کردی۔ وہ امتی جو
بڑے خشوع و خضوع سے نبی کریم کی حرمتِ اقدس میں ہدیہ
سلام پیش کر رہے تھے اس شور سے پریشان ہو گئے آخر امام
صاحب کو کہنا ہی پڑا کہ جو حضرات سلام میں شریک نہیں
ہونا چاہتے برائے مہربانی باہر تشریف لے جائیں تاکہ شمعِ رسالت
و نبوت کے پروانے بصد ادب و نیاز نذرانۂ سلام پیش کرسکیں۔
اس وقت چند افراد تو خاموشی سے باہر چلے گئے مگر کچھ لوگوں
نے اعتراض کیا کہ مسجد سے نکلنے کا کہنے والے آپ کون ہوتے ہیں
حالانکہ اگر ہم ایک خدا اور ایک کتاب قرآن کریم اور صاحب
قرآن پیارے نبی کریم پر اور دین حق تعالیٰ یعنی
اسلام پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر ہم سب کی سوچ اتنی
مختلف کیوں ہے؟ ہم جو ایک شجر کی ڈالیاں ہیں
ہماری نسلیں شجرِ اسلام کے پتے پھول اور پھل ہیں
ان ننھی چھوٹی کونپلوں کو ان چٹکتی مہکتی کلیوں کو زمانے کے

سرگرم سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی دینی معاشرتی تعلیم
و تربیت پر پوری توجہ دینی چاہیئے۔ مگر وائے قسمت ہم
چھوٹی انا کو لئے بیٹھے ہیں ہر کوئی خود لیڈری کے مرض میں
مبتلا ہے۔ اتفاق اتحاد اور یکجہتی سے محروم اور
اپنوں کے بدخواہ، غیروں کے خیر خواہ ہیں۔
اگر کسی ملک بادشاہ یا وزیر امیر بڑے عہدے دار کی
خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہو جائے تو ہاتھ
باندھ کر سر جھکا کر جی حضوری کرسکتے ہیں مگر اپنے
آقا سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
پیار کے اظہار کے لئے سلام عرض کرنے کے لئے رکنا موت
نظر آتا ہے۔ شائد یہ دلوں میں رسولِ کریم کی محبت نہیں
رکھتے اس لئے فرقہ بندی کے لئے زمین ہموار کرتے رہتے
ہیں۔ یا اللہ ہمیں فرقہ بندی کی بیماری سے نجات دے
کر ہمیں نیک اور ایک کر دے یا اللہ رحم فرما اسلام کا بول
بالا کر۔ ایک مسٹر کا کہنا ہے جس کو کچھ نہیں آتا وہ لعنت
کہنا شروع کر دیتا ہے اور سلام پڑھنا شرک ہے وغیرہ وغیرہ
وہ شخص آقا محمد رسول اللہ صلعم کو شافع محشر نہیں مانتا
کیونکہ اس کے خیال میں آقا جی چونکہ انسان تھے وہ 1400 سو سال

قبل وصال پاگئے آپؐ کی ذات اقدس یا پھر اولیاء اللہ

سے پاس درخواست یا التجا فریاد کرنا بتوں کو پوجنا

ہے۔ نعوذ باللہ استغفر اللہ۔ جبکہ ہم تو رحمۃ للعالمین کو شافع محشر

مانتے ہیں حالانکہ رسولِ کریمؐ کا فرمان ہے کہ جو ہمارے مزار پر آکر

سلام عرض کرے گا میںؐ اسکا جواب دونگا اور اس

کی شفاعت مجھؐ پر واجب ہو جائے گی۔ اور اے

مسلمانوں جب تم میں سے کوئی قبرستان سے گزرے تو

کہو اسلام علیکم یا اہل القبور اور اہل قبور کے لئے

فاتحہ کہو دعائے مغفرت کرو۔ یہ تحفے ان کے درجات کو بلند

کرتے ہیں کیونکہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل ہے کہ روح

کو تو موت آتی ہی نہیں جسم مرجاتا ہے اور آجکل کے

سائنس دان بھی اب اس بات کو ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

کہ مرحوم ارواح اپنے پیاروں کے استقبال کے لئے یا انہیں

لینے کے لئے آجاتی ہیں اس بات کا مجھے تو پہلے ہی یقین

ہے کیونکہ ہمارے بہت سارے پیاروں کے واقعات

سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو موت سے چند دن

پہلے بتا دیتے ہیں اور مرحوم عزیز و اقارب لینے بھی آتے ہیں

بہت ممکن ہے کہ بیشتر قارئین جنہیں ایسے مشاہدات و تجربات نہ ہوئے

ہوں یا انہیں کسی ایسے حلقۂ احباب میں بیٹھنے اٹھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو

وہ مذاق اڑائیں یا من گھڑت قصے جانیں مگر پرواہ نہیں کیونکہ
آج کے دور میں تو ایک چوتھائی لوگ تو اپنے خالق و رازق
و مالک ربّ ذوالجلال کی ذات پاک سے بھی منکر ہو چکے ہیں
مگر ان کے جھٹلانے سے ربّ العالمین کی ذاتِ اقدس کو
کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ وحدہٗ لاشریک تو ہمیشہ
سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ میں نے اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ
دادا جانؒ مرحوم کئی کئی سال تبلیغ اسلام کے لئے دور
دراز علاقوں میں جایا کرتے تھے دادا جانؒ ایک صوفیانہ
کردار کے عالم دین، شاعر اور ادیب بھی تھے انہوں
نے بے شمار افراد کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا۔ آخری بار
غالباً پانچ سال بعد گھر لوٹے تو دادی جانؒ نے کہا کہ آپ
تو سالوں گھر سے باہر رہتے ہیں بچے آپ سے ملنے کو ترس
جاتے ہیں۔ دادا جانؒ نے فرمایا کہ میرا مشن پورا ہو گیا ہے
اب نہیں جاؤں گا اب آرام کروں گا مگر

بعد مردن بھی میرا عشق ہویدا ہو گا
سارا عالم ہی میری قبر پہ شیدا ہو گا

یہ دادا جانؒ کا اپنا شعر ہے مگر اس وقت جس انداز سے
پڑھا گیا وہ انداز بتا رہا تھا کہ میں جو عاشقِ رسولﷺ کریم ہوں۔

تبلیغی مشن پر اب نہیں جاؤں گا مگر میرا عشق جوان رہے گا جس
کے اثرات دیرپا ہونگے اور مخلوقِ خدا فائدہ اٹھائے گی اور
یہ عشقِ رسولِ کریمؐ ہی کا صدقہ ہے کہ آج بھی وہ اکیلا مزار آبادی
میں اسی چاردیواری میں اسی جگہ جوں کا توں موجود ہے اور مخلوق
خدا کو فائدہ پہنچ رہا ہے خاص طور پر کوڑھی کے مریض مزار
کے نیچے فرش سے مٹی لیکر کھاتے ہیں اور شفا پاتے ہیں اس لئے
ایک ہندو گھرانے کے افراد اس مزار کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور
اس کو اپنی خوش بختی مانتے ہیں۔ حالانکہ وہ کافی بڑی جگہ
ہے مزار کو بچا کر کے کئی گھر بنے ہوئے ہیں اس جگہ کوئی
مل یا فیکٹری لگ سکتی ہے مگر یہ عشقِ رسولؐ کا صدقہ ہے کہ
ابھی تک مزار موجود ہے حالانکہ دادا جان کی وفات پاکستان کے
عالم وجود میں آنے سے تقریباً سوا سال پہلے ہوئی تھی وصال سے 41 دن قبل
دادی جان سے فرمایا چند دنوں تک کچھ دوست مجھے لینے آنے
والے ہیں مجھے جانا ہی ہوگا تم دل چھوٹا نہ کرنا میں گھر میں پھیرا
رکھوں گا دادی جان رونے لگیں کہ آپ کیسی باتیں
کرتے ہیں۔ فرمایا مجھے حکم آگیا ہے اب تم ایسا کرو گلی
میں لیمپ لگوا دیا کرو چنانچہ ایک لیمپ اپنے دروازے
کے باہر دوسرا گلی کے آخری سرے پر گیس سے جلنے والے
لیمپ ہر شام مغرب وقت سے دن کا اجالا پھیلنے تک جلتے رہتے

اور دادا جان کے کمرے کے علاوہ لائبریری اور ڈیوڑھی میں بھی
تمام رات روشنی رکھی جاتی۔ دادا جان رات بھر چہل قدمی
کرتے اور یہ شعر ان کے نوکِ زبان پر رہتا۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلِ علیٰ کہتے کہتے

دادا جان بڑے ہی خوش الحان تھے باوضو گاؤ تکیہ پر ٹیک
لگائے تلاوت کر رہے تھے یکایک آپ کے جسم پر لرزہ طاری
ہوا اور وہ پسینے سے شرابور ہو گئے یوں تو وہ شوگر اور ہائی
بلڈ پریشر کے مریض تھے مگر اس وقت معاملہ اور تھا
امی جان نے جلدی سے بڑھکر دادا ابو کا پسینہ صاف کر
کے قرآن پاک اٹھایا دادا جان نے بتایا کہ میں نے
یہاں تک قرآن پاک پڑھا ہے آگے تم سناؤ امی ابھی
ظہر پڑھکر اٹھی تھیں باوضو تھیں سورۃ والضحیٰ
جہاں دادا ابو نے انگلی رکھی امی نے وہیں سے پڑھنا
شروع کر دیا جب تک سورۃ والضحیٰ پوری ہوئی
دادا جان کا وصال ہو گیا۔ تب سبھی جان گئے کہ انہیں
کن دوستوں کا انتظار تھا ان کا جنازہ سات
مرتبہ ادا کیا گیا چونکہ کئی ہزاروں افراد مریدین شعراء
ادباء علماء شرفا دور دراز سے تشریف لائے تھے۔

دوسرا واقعہ میری والدہ محترمہ مرحومہ مغفورہ کا ہے
کئی بار زندگی میں شدید علیل ہوئیں کہ ڈاکٹر مایوس
ہوگئے مگر امی ہمیشہ کہتیں نہیں ابھی وقت نہیں آیا مگر
وفات سے تقریباً دس دن قبل بازار سے کفن کا کپڑا
خرید کر لائیں کفن تیار کیا، چھوٹی بہن فرسٹ ایئر کی
طالبہ تھی کالج سے لوٹی تو دیکھا امی کفن تیار کر رہی ہیں
پوچھا آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ بولیں تمام زندگی کسی
سے کام نہیں کروایا اب جاتے جاتے بھی کسی کو کیوں تکلیف
دوں۔ اگلے دن بہن کالج سے لوٹی تو اسے چابیاں
دے کر امی جان نے فرمایا یہ تمہارے 35 جوڑے خرید
کر جہیز میں دینے کے لئے جن بکسوں میں رکھے ہیں ان کی
چابیاں اور تمہاری پیٹی جس میں کمبائنڈ ڈنر سیٹ
سلائی کی مشین بجلی کا پنکھا استری کراکری
اور دوسری پیٹی میں بڑے برتن سلوچی اگالدان
پتیلے پرات اور کفگیر نجانے کیا کچھ رکھا ہوا تھا سنبھالو
اور میرے سامنے اپنا زیور جو جہیز میں دینے کو بنایا
ہوا ہے سنبھالو ایسا نہ ہو بعد میں کوئی بدمزگی
پیدا ہو۔ اور اب جلدی سے عروسی جوڑا زیور میک اپ

سب کرسے مجھے دھن بنا کر دکھا دو میرے پاس اب زیادہ وقت نہیں ہے
میری بہن پہلے ذرا دیر شوخی کرتی رہی تاکہ امی کو ہنسی آ جائے مگر
جب دیکھا امی کافی سنجیدہ ہیں تو حکم کی تعمیل کی تب
امی جان نے فرمایا ایسی ہی میرے اللہ کی مرضی تھی۔ اگلا
دن گوشت بھون کر کدو ڈالا اور چپاتیاں بنا رہی
تھیں تو دوسری بہن اپنے میاں کے ساتھ آ گئی دیکھا
امی کے ہاتھ کانپ رہے ہیں بولی آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟
ملازمہ کدھر ہے کہ کام کرتی۔ بولیں میں جاتے جاتے
تمہارے ابا جان کو اپنے ہاتھ سے پکا کر کھلا جاؤں
ابا جان کو کھانا کھلایا اور تھوڑی دیر بعد امی بیہوش ہو گئیں
ہسپتال جا کر ہفتے بعد وصال سے قبل نقاہت کے باعث تو نہیں
اٹھ سکیں تو بہنوں کو کہا مجھے وضو کرا دو جلدی
کرو وقت آ گیا جلدی وضو کیا اور پڑھتے پڑھتے
سلام قولا من رب الرحیم اپنے مالک حقیقی سے
واصل حق ہو گئیں۔ گھر جب پہنچی تو والد صاحب نے فرمایا اب میری باری
ہے میں بھی جانے والا ہوں سب سوچ رہے تھے کہ امی جان
مرحومہ مغفورہ کے صدمے کی وجہ سے ایسی بات کرتے ہیں امی جان مرحومہ
مغفورہ کے ختم قل پر تمام علماء کرام کی موجودگی میں جب عام لوگ چلے گئے
خواص بیٹھک میں تھے ابا جان اپنے معزز دوستوں کے ہمراہ بیٹھک میں تھے

تو فرمایا بیٹو، میری بات توجہ سے سن لو۔ مجھے عام قبرستان

میں دفن نہ کرنا مجھے شور و شغب پسند نہیں اور

پھر ایک بڑے گدی نشین صاحبزادہ صاحب کو کہا کہ

میرا جنازہ آپ نے پڑھانا ہے۔ اس پر سب علماء

حضرات نے کہا کہ آپ کیوں یاروں کا دل دکھانے کی

بات کرتے ہیں آپ کی ہمیں ضرورت ہے آپ کو کچھ

نہیں ہوگا مگر ابا جان نے فرمایا کہ

سفر تمام ہوا نیند آئی جاتی ہے

بہر حال سب کو فی امان اللہ کہکر بہن کو دیکھنے اندر

تشریف لائے مگر کالج کی لڑکیاں بیٹھی تھیں بہن کو

فی امان اللہ کہا اور لڑکھڑائے تو بھائیوں نے سنبھالا جلدی

جلدی ہوسپٹل پہنچے مگر چھٹے دن آپ کا وصال ہوا،

ان کی بہو ابا جان کی پیلوٹھی کی بہن قیلولہ کر رہی تھیں بچوں کے

شور سے جاگ اٹھیں اور کہا ابھی خواب میں جنت کی

حوروں کا ٹولہ آیا ہوا تھا بڑی حسین اور خوش لباس

تھیں ان کی لیڈر نے اور باقی سب نے بھی مجھے سلام کیا

تب لیڈر بولی کہ جنت کا جوڑا انہیں پیش کیا جائے

تو بڑے سے تھال میں سبز رنگ کا جوڑا رکھا تھا ایک

حور جب مجھے جوڑا دینے کو آگے بڑھی تو ان کی

لیڈر خاتون نے کہا ٹھہرو وہ رک گئی لیڈر نے پوچھا
کیا اس جوڑے کو آب زم زم سے دھو لیا تھا؟ وہ بولیں
جی دھو لیا تھا تب لیڈر بولی ٹھیک ہے یہ جنت کا جوڑا
انہیں پیش کیا جائے۔ پھوپھی جان نے جوڑا قبول
کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی تشریف آوری کا اور اس
جوڑے کے لئے بھی آپ کا شکریہ آپ تشریف رکھئے۔ اسی
وقت مجھے بچوں نے جگا دیا اسی دن شام ۴ گھنٹے بعد پھوپھی
جان نے وصال پایا اور غسل کا آخری پانی آب زم زم کا
۲۰ کلین والا تھا یہ استعمال ہوا۔ یکے بعد دیگر کئی واقعات
رونما ہوئے اس کے بعد دوسری پھوپھی جن کے شوہر کے وصال
کی پہلی برسی پر خواتین سپارے ہاتھوں میں لیے
پڑھ رہی تھیں پھوپھی جان پڑھتے پڑھتے یکدم اپنے مرحوم
شوہر کو دیکھ کر خوشی سے چلائیں آپ آگئے؟ اور وصال پاگئیں۔
اور بھی ایسے بہت سارے واقعات امی اور ابو کے عزیزوں میں
رونما ہو چکے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آقا علیہ السلام
کے ادنیٰ غلاموں کے ساتھ ایسے روح پرور واقعات
ہوتے ہیں تو سرورِ انبیاء محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ
وسلم کو یہ سم عقل یا عقل و خرد سے بیگانے لوگ

کیسے مجبور سمجھتے ہیں کہ امتی سلام عرض کریں وہ
نہیں سنتے یا اپنے محبوب پاک کو اللہ نے یہ قوت نہ عطا
کی ہو جو وہ سلام قبول فرمالیں۔ روح نہ تو مرتی ہے
نہ ہی نیک پاک ارواح مقید ہوتی ہیں چہ جائیکہ
باعث ارض وسما کی روح پاک اور ایسی مجبور اور بےبس ہو۔
جبکہ شیطان جو ملعون ہے اسے اتنی قوت دی گئی کہ وہ ہوا
کی طرح تمام دنیا میں پھرتا بلکہ مخلوق کے خون میں
شامل ہو کر گناہوں پر اکساتا ہے۔ جرائم کرواتا ہے
جبکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ جو ربّ العالمین ہے خود
فرماتا ہے کہ محمدؐ الرسول اللہ رحمۃ اللعالمین ہیں
پھر اس کا تو یہی مطلب ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ ہے
وہیں اس کی رحمت یعنی محمدؐ الرسول اللہ پھر جھگڑا
کس بات کا؟ آقا علیہ السلام کی تو عظمت و رفعت
اقتدار و اختیار کی تو بات ہی کیا کہ وہ جنت کے بھی
مالک اور روز جزا کے بھی مالک ہیں اللہ تو اپنے پاک
اور منتخب لوگوں کو بھی اعلیٰ مراتب اور اختیار دے
دیتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی کریمؐ صلعم کے خادم ایسی
حیثیت رکھتے ہیں وہ ایک شیر خوار بچے کو بے دریغ قتل کر دیتے

ہیں اور بڑے اعتماد سے کہتے ہیں کہ ہم نے چاہا ان کا پروردگار اسکی جگہ ان کو اور بچہ عطا فرمادے جو پاک طینتی میں اس سے بہتر ہو۔ دیکھئے سورۃ کہف۔

یعنی حضرت خضر کو معلوم تھا کہ یہ بچہ جوان ہو کر برائی کی فطرت پائے گا برے کردار اخلاق و اعمال والا ہوگا اور حضرت خضر کو اتنا یقین اور اللہ کی مرضی میں اتنا دخل کہ ان کے چاہنے سے اللہ تعالی ان نیک اور متقی لوگوں کو نیک فطرت کا پاک بچہ عطا کردے گا۔ یہ ہے شان میرے آقا علیہ السلام کے غلاموں کی اور اتنا دخل ہے مزاج الٰہی میں کہ وہ چاہیں تو اللہ نیک اولاد عطا کردے گا اور حضرت خضر کو غیب کی خبر بھی تھی کہ یہ معصوم بچہ بڑا ہوگا تو معصوم نہیں رہے گا بلکہ شیطان بن جائے گا — یہ رتبہ حضرت خضر جو کہ نبی بھی رسول اور پیغمبر بھی نہیں تھے ان کا ہے اور گستاخ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہیں علم غیب نہیں تھا حالانکہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما

تھے حضرت عثمان ذوالنورین رضہ کے پاس تیر کمان تھی میرے
آقاجی ص نے فرمایا عثمان تیر پھینکیے جنت بقیع میں جہاں
آپ رضہ کا تیر جا کر گرے گا وہاں آپ رضہ کا مزار ہوگا اور
جہاں ہم کھڑے ہیں اس جگہ ہمارا مزار ہوگا اللہ
نے اپنے پیاروں کو بڑے مراتب عطا کر رکھے ہیں اور
جاہل لوگ زبان طعن کرتے اور کہتے ہیں آقاجی ص بھی
انسان تھے اور ہم بھی انسان ہیں ہم اللہ سے خود
بات کیوں نہ کریں حالانکہ اللہ نے فرمادیا کہ اے
پیارے نبی ص پاک ان کو کہہ دو کہ اللہ ایک ہے اللہ
بے نیاز ہے اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ ہی وہ کسی
سے جنا گیا ہے اسی کا ہے جو کچھ کہ زمین و آسمان میں
ہے اور وہی سب کا پروردگار ہے۔ لوگو تم اپنے
باطن کو صاف کرو اور سوچو اللہ نے تم سے ڈائریکٹ
بات نہیں کی بلکہ تمہاری اوقات جتادی کہ تم
اس قابل کہاں ہو؟ اللہ پاک ہے اسکا حبیب
پاک ہے اس کے تمام نبی ص رسول پیغمبر پاک ہیں
اسی لیے اس نے سارے پیغام اور احکامات اپنے

پاک لوگوں کے قریب سے پہچانئے۔ تم خود کو انسان
کہتے ہو ابو جہل مردود ابولہب مردود بھی خود کو
انسان خیال کرتے تھے مگر درحقیقت انسان حضرت
حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے نورِ خدا کو پہچان لیا تو اپنا
ذرہ ذرہ ان پر فدا کر دیا اللہ ہر ایک کو اس کی
اوقات دیکھ کر نوازتا ہے تمہاری اوقات تو یہ
ہے کہ اللہ تم سے بات کرنی تو کجا نظرِ رحمت سے دیکھنا
بھی گوارہ نہ کرے۔ مگر اپنے پیارے کو دعوت دے کر
سواری بھیج کر اپنے عرشِ معلیٰ پر بیٹھا کر راز و نیاز
کرتا ہے اور اپنے حبیبِ پاک کے ناز اٹھا کر بتاتا ہے کہ
پیارے تو من شدی من تو شدم سب تیرا میرا ختم کیونکہ
محبوب و محب میں تیرا میرا نہیں ہوتا اے پیارے اب سب تیرا ہی تیرا ہے۔ سبھی
اپنی تو مالکِ ارض و سما سے یہ ہی درخواست ہے کہ یا اللہ
تو ہمیں اور ہماری آل اولاد کو ان کی آل اولاد بھی
جب تک یہ سلسلہ جاری رہے ان سب کی آل اولاد
ازواج کو اسی ایک مقدس معطر طیب و طاہر آقا و مولیٰ انسان رحمت
عالم کے غلاموں میں رکھنا جن پر درود بھیجے بغیر نماز
نہیں ہوتی کوئی سجدہ قبول نہیں ہوتا کوئی دعا التجا

مستجاب ہیں۔ یاالہٰی ہمیں غلبہ دے دشمنوں پر
کفار عیار مکار ظالم دشمنوں پر اور اسلام کا بول
بالا کر کفار اور ظالم فاسق و فاجروں کے دلوں
کے دلوں میں ہماری ہمارے دین اسلام کی عظمت
اور ہیبت بٹھا دے، دشمنان اسلام کے حوصلے
پست کر دے، اور شجر اسلام کی جڑیں مضبوط
کر کے پھل پھول سدا بہار عطا فرما یا اللہ تجھے
واسطہ کلیم اللہ روح اللہ اور محمد الرسول اللہ
کا کہ ہماری نسلوں کو بلند کردار با وقار عابد و
زاہد بنا کر دین اسلام کے حقیقی علم بردار
بنا دے آمین اپنے محبوب پاک کے سچے پکے
جانثار بنا دے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بے شک ہم سب انسان ہیں

خطا کے پتلے۔

I

راہ نجات

قرآن بتاتا ہے کہ تقدیریں دو ہوتی ہیں ایک تقدیر
دعا کے ذریعے بدلی جاسکتی ہے مگر دوسری تقدیر
لوح محفوظ میں اس طرح لکھی جاچکی ہے کہ
وہ تقدیر پتھر پر لکیر ہے جو کبھی نہیں بدلی جائے
گی۔ خواہ آپ کتنا ہی سر پٹک لیں وہ کاتب
تقدیر کا اٹل فیصلہ ہے کبھی نہیں بدلے گا۔ اسی طرح
قرآن بتاتا ہے کہ ہر ذی روح میں روحیں بھی دو ہوتی ہیں
ایک تو وہ روح ہوتی ہے جو ہمیں سوتے ہی میں چھوڑ کر کہیں بھی دور دراز
گھومنے چلی جاتی ہے بغیر ٹکٹ ویزا کے ملک ملک سے طرح طرح
کی خبریں اکٹھی کر کے گھر گھر کی خبر لے آتی ہے آپ
کو پتہ چل جاتا ہے فلاں علاقے میں آفت آنے
والی ہے فلاں عزیز بیمار ہے وغیرہ وغیرہ دوسری
روح امر رب ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں
کہ روح کیا ہے تو میرے محبوب فرمادیجئے روح
امر رب ہے جب یہ روح ہمیں چھوڑ کر چلی جائے

تو وصال ہو جاتا ہے۔ جب اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی
ساری مخلوق کو زندگی دی تو ساتھ زندگی گذارنے کے
سارے اصول اور طریقے بتائے اور بہت سارے رنگ دیئے
کہ تمہیں یہ اختیار ہے کہ اپنی تصویر زندگی کے خاکے
کو بھرتے ہوئے روشن دیدہ زیب رنگوں سے سجاتے
ہوئے خوش نما خوش رنگ بناتے ہو یا پھر پھیکے
دھندلے اور گدلے رنگوں سے مضحکہ خیز بنا کر حلیہ
بگاڑ کر رکھ دیتے ہو۔ یہ اختیار آپ کو دیا گیا ہے حالانکہ
کسی بھی مصور کے لئے ہر رنگ اپنی اپنی جگہ پر اہم ہوتا ہے
مگر ان رنگوں کے صحیح استعمال سے ہی اپنی زندگی کی تصویر
کو قابل قبول یا مقبول اور انمول بنایا جا سکتا ہے
ضروریات زندگی کے لئے ہوا پانی غذا لباس کی اہمیت
سب سے مقدم سہی مگر اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا
کہ خداوند تعالیٰ نے انسان تو انسان جانوروں میں بھی
لطیف جذبات اور پیار کا جذبہ یکساں رکھا ہے اور
یہ ہی خدائی صفت انسانی زندگی کی بنیاد ہے جس کے
بغیر آدم علیہ السلام کو جنت میں ہر چیز ہر نعمت میسر
ہونے کے باوجود کسی چیز کی کمی اور محرومی کا احساس رہتا

تھا آخر کار اللہ جل شانہٗ نے حضرت حوا علیہ السلام کو تخلیق
کر کے آدمؑ سے نکاح کر دیا اور اس دنیا میں افزائش نسل
انسانی کا ذریعہ بنا دیا - یہ چاہنے اور چاہے جانے کی
خواہش غیر فطری نہیں یہ جذبہ فطرت انسانی کے عین
مطابق ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ جذبہ خدائی اوصاف
کا خاصہ ہے - فرمان باری تعالیٰ ہے جو ہم کو یاد کرتا
ہے ہم بھی اسے یاد کرتے ہیں اور جو کوئی ہمارا ذکر دل
میں کرتا ہے ہم بھی اس کا ذکر دل میں کرتے یا خاموشی سے
کرتے ہیں اور جو کوئی ہمارا ذکر محفل میں کرتا ہے تو
ہم اس کا ذکر فرشتوں کی محفل میں کرتے ہیں اور جو
کوئی ہماری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے ہم اس کی طرف
دس قدم چلکر آتے ہیں اور جو دس قدم ہماری
سمت بڑھاتا ہے ہم اسے دوڑ کر ملتے ہیں یہ ہیں
میرے اللہ مہربان کی رحمتوں بھری پیاری ادائیں
اور آپ نے وہ مقولہ تو سنا ہوگا کہ دل کو دل سے راہ ہوتی
ہے یا جیسی روح ویسے فرشتے - نیک پاک مقدس ومعطر
پرنور ہستی کو محبت اللہ اور محمدؐ الرسول اللہ سے رغبت
ہوگی اور دوسری قسم شیطان کی راہ پر چلنے

والی ہوگی کہتے ہیں کہ ایک جنت کی مخلوق ہوگی
دوسری جہنم کی مخلوق ہوگی اسکے علاوہ تیسری قسم ان
لوگوں کی ہوگی جو جہنم سے بچ جائیں گے لیکن وہ
جنت میں بھی نہ جا سکیں گے۔ جب وہ جنت والوں
کو دیکھیں گے تو حسرت سے سوچیں گے کہ وہ لوگ تو
عیش و عشرت میں ہیں مگر جب دوزخ والوں کو
دیکھیں گے تو سوچیں گے کہ اللہ کا شکر ہے ہم کم از کم
جہنم میں تو نہیں ہیں۔ اب ہمیں خود ہی فیصلہ کرنا
ہے کہ ہمیں اپنی دائمی ابدی زندگی کہاں گزارنی
ہوگی۔ اب بعض لوگ تو دیدہ و دانستہ ایسیں کارشتہ
اپنا کر اپنے جرائم کی فہرست کو کمبا کرتے ہیں اور بجائے
شرمسار ہونے سے اکڑ کر چلتے ہیں کہ ہم بہت بڑے
بدمعاش بن گئے ہیں اب سبھی ہم سے دب کر اور ڈر کر رہیں گے
اس قسم کے گمراہ اور بدکار لوگوں نے تو جہنم میں اپنی جگہ
مستقل بنائی ہے وہ لوگ فخر سے کہتے ہوئے میں نے خود اپنے کانوں سے
سنا ہے کسی دوکان پر ایک شخص کہہ رہا تھا کہ تمہارا
اللہ تعالیٰ اور شیطان دونوں کی قوت برابر ہے
اس لیے اب میں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کے ساتھ

دوست بنکر رہنا شروع کر دیا ہے اور شیطان کے ساتھ رہنے کے
لئے مجھے جہنم منظور ہے۔ استغفراللہ نعوذ باللہ
یہ ہے آجکل کے دور میں مردود لوگوں کی سوچ
اور کردار ۔ مگر جنہیں اللہ مالک و خالق اور رازقِ کُل
عالمین سے پیار ہے اللہ کے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار
ہے وہ تو ان کی ہی باتیں کر کے سکون پاتے ہیں روح
کی جلا اور تسکین اپنے اللہ اور نبیؐ کریم کی محبت سے ہی
حاصل ہوتی ہے پھر اگر کبھی راہ ہدایت پر چلتے چلتے ٹھوکر
لگ جاتی ہے کوئی شیطان جال بچھاتا ہے آپ کو گھیر
لیتا ہے نقصان پہنچا دیتا ہے تو یہ بھی وہ تقدیر
ہے جو پتھر پر لکیر تھی جس کو ہمارے بزرگوں اور
ساتھیوں ہمدردوں کی اور ہماری دعائیں بھی
نہ مٹا سکیں اور ہوتی ہو کر رہی ۔ ایسے میں آپ
ایسا کہہ سکتے ہیں کہ تقدیر کا لکھا پورا ہوا ہے ۔ مگر گناہ یا جرم
کیسا بھی ہو اہو مالکِ حقیقی کی نگاہ میں روز جزا وہ
ظالم لوگ سزا کے مستحق ہونگے جو پروگرام بنا کر
جال بنتے اور نیک شریف لوگوں کو ایذا دینے کے لئے
پروگرام بناتے ہیں ۔ اللہ تو نیتوں پر فیصلہ

کرے گا کہ اعمال نیک ہوں یا بد اعمال سب کا دارومدار
نیتوں پر ہو گا - بیشک اللہ کی رحمت اس کے قہر و غضب
پر احاطہ کئے ہوئے ہے وہ چاہے تو آپکو کسی ایسے گناہ پر
پکڑ لے چاہے تو معاف فرما دے مگر آپ اپنے کردہ
اور نا کردہ گناہوں پر معافی کی التجا استغفار اور
درود پاک کی کثرت کے ساتھ دل چھوٹا نہ کریں
کہ ہم تو راہِ ہدایت پر جا رہے تھے پھر ہمارے ساتھ
یہ حادثہ کیوں ہوا ؟ آپ جان لیجئے آپ کا بہت بڑا
اور سخت امتحان لیا گیا ہے آپ کے حوصلے اور صبر کو
آزمایا گیا ہے - کہ کہیں دکھ جھیل کر آپ کا ایمان
کمزور تو نہیں ہو جائے گا آپ کوئی کفر تو نہیں بک
دیں گے کیونکہ یہ بھی کافر و مومن کی پہچان ہے
اللہ کو تو سب علم ہے کہ کس کا ایمان کسقدر پختہ ہے
مگر بندوں کو دکھانے کے لئے اللہ جل شانہٗ اپنے بندوں
کو آزما کر دکھاتا اور بتاتا ہے کہ میرے بندے تو ہر حال
میں میرے شکر گذار رہتے ہیں جیسے حضرت ایوبؑ علیہ السلام
کے صبر کو آزما کر دکھایا کہ اے کافر و دیکھو میرا ایوبؑ اس
وقت بھی میرا اطاعت گذار صابر و شاکر تھا جب اس

7

کے پاس بادشاہت تھی بیٹے تھے بیویاں تھیں سلطنت
تھی صحت تھی حسن تھا اور جب سب کچھ ختم کر دیا
گیا تب بھی ایوبؑ علیہ السلام کی صبر شکر کی عادت نہیں بدلی
اللہ سے محبت میں بھی کمی نہیں آئی۔ بیشک اللہ رحمان
ورحیم کی شان عفو اور درگزر ہے مگر برائیوں
کی طرف رغبت ہو تو یاد رکھو اللہ قہار وجبار
بھی ہے اور ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ
ہی قادر و مختار ہے اس کی حد کو جان بوجھکر پار
کرنے کی کوشش نہ کرو اس کے قہر و غضب کو نہ
للکارو اسی میں سب کی بھلائی ہے دل و جان سے
اپنے اللہ کی اور اس کے حبیبؐ پاک کی اطاعت میں جٹے
رہو اور اس کی رضا میں راضی رہتے ہوئے احکام
الہی کی بجا آوری میں لگے رہو۔ اپنی زندگی کے
نقشے میں فدائی او صاف یعنی نیکی پاکیزگی ستھراپن سچ
اور پیار بھرپئے سچ اور حق کے رنگ بھرنے کی حتی الوسع
کوشش میں لگے رہو کہ یہی نجات کا راستہ ہے ہمارا!
اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائے آمین اور اعمال
صالح کرنے کی توفیق نصیب ہو آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم